46

قبولیتِ دُعا کے خاص ایّام بھی انعامِ الٰہی ہیں

(فرمودہ ۲۰ ؍ جُون ۱۹۱۹ء)

حضور انور نے تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ:۔

"رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص برکات اور خاص رحمتیں لیکر آتا ہے۔ یُوں تو اللہ تعالیٰ کے انعام اور احسان کے دروازے ہر وقت ہی کُھلے رہتے ہیں۔ اور جب کوئی انسان چاہے اس وقت عید اور رمضان اور جمعہ آجاتے ہیں۔ صرف دیر مانگنے میں ہوتی ہے ورنہ اس کی طرف سے دینے میں دیر نہیں لگتی کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے بندے کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ ہاں بندہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ دیتا ہے اور اس کے دروازے کو چھوڑ کر دوسرے کے دروازہ پر چلا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ محتاج نہیں، لیکن وہ اپنے بندے کی ایسی جستجو کرتا ہے گویا کہ اس بندے پر ہی اس کی خُدائی کا انحصار ہے اور بندہ محتاج ہے اور ایسا محتاج ہے کہ اس کا ایک لحظہ بھی ایسا نہیں کہ اگر خدا تعالیٰ اسکو چھوڑ دے تو آرام سے گذر سے اور ہلاک نہ ہو جائے۔ مگر بندہ خُدا سے استغناء کرتا ہے کہ گویا اس کا محتاج ہی نہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں ایک عورت کو دیکھا کہ وہ دوڑی ہوئی پھر رہی تھی اور جو بچہ اس کو نظر آتا اُسے اُٹھا کر گلے سے لگا لیتی اور پیار کر کے چھوڑ دیتی تھی۔ جاتے جاتے اس کو ایک بچہ مل گیا وہ اس کو لے کر بیٹھ گئی۔ رسولِ کریمؐ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا، اس عورت کا بچہ گم ہو گیا تھا۔ اس کو اپنا بچہ ملنے سے اتنی خوشی نہیں ہوئی۔ جتنی اللہ تعالےٰ کو اپنے گم شدہ بندہ کے ملنے سے خوشی ہوتی ہے[1]

سو اس رحیم و کریم ہستی سے دُعا قبول کرانا مشکل نہیں۔ ہر گھڑی رمضان کی ہی گھڑی ہو سکتی ہے۔ اور ہر لمحہ کو قبولیت کے لیے ذریعہ بنایا جا سکتا ہے۔ اس کی طرف سے دیر نہیں اگر دیر ہے تو بندے کی طرف سے ہے، لیکن یہ بھی اس کے احسان ہی میں سے ہے کہ اس نے ایک خاص وقت رکھ دیا تاکہ وہ لوگ جو

---

[1] بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد

خود نہیں جاگ سکتے۔ ان کو خود جگا دے۔ ان کی غفلتیں چونکہ ان کے لیے موجب ہلاکت ہو سکتی ہیں۔ اس لیے ان کے ہشیار کرنے کے لیے رمضان کا ایسا وقت مقرر کر دیا کہ جس میں وعدہ کیا کہ میں دعائیں زیادہ سنوں گا سننا تو وہ روز ہے اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ ہر گھڑی عید اور ہر گھڑی قبولیت کے لیے رمضان ہو سکتی ہے۔ مگر غافل لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے ایک خاص مہینہ مقرر کر دیا گیا کہ وہ اس میں فائدہ اُٹھائیں۔

بہتوں کی عادت ہوتی ہے کہ اگر یوں کہا جاتے کہ کوئی یہ کام کر دے تو ان میں سے کوئی بھی نہیں کرے گا۔ اور اگر یہ کہا جاوے کہ کسی وقت کر دے۔ تب بھی ان میں سے کوئی نہیں کریگا۔ کیونکہ ان کو یہ خیال ہو گا کہ اگلے وقت میں جو آتا ہے۔ کر دینگے، لیکن اگر وقت مقرر کر دیا جاوے تو کر لیتے ہیں۔ اس لیے خدا نے اپنے فضل و احسان عمیم کے ماتحت تمام لوگوں کے لیے موقع رکھ دیا کہ رمضان میں آسانی سے دعا کریں اگر وہ یوں کہتا کہ جس نے قرب حاصل کرنا ہے کر لو تو بہت نہ کرتے۔ مگر اس نے کہا کہ میرا قرب حاصل کرو اور جو چاہے کرے اور پھر یہ فضل کیا اور موقع دیا کہ ہر ایک اس سے فائدہ اُٹھا سکے۔ ورنہ وہ ہر مہینہ میں دعائیں قبول کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔ (ادعونی استجب لکم (غافر: ۶۱) افمن یجیب المضطر اذا دعاہ (النمل: ۶۳) اور واذا سالک عبادی عنی فانی قریب۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان (البقرہ: ۱۸۷) اس لیے کسی ساعت کی شرط نہیں لگائی۔ اگر کوئی شرط لگائی ہے تو صرف یہ کہ میرا بندہ ہو، یعنی خدا کی عبودیت کا اقرار کرے۔ ہمارا یہ اقرار اس کی رحمت اور رأفت کو جوش میں لاتے گا۔ اور جو کھٹکھٹاتے گا۔ اس کے لیے کھولا جائے گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر میرا بندہ میری طرف ایک قدم اُٹھاتا تو میں دو قدم اُٹھاتا ہوں۔ اگر میرا بندہ میری طرف چل کر آتا ہے۔ تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں[1] سو خدا کی رحمت کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔ اس میں رمضان کی اور رات دن کے کسی حصہ کی خصوصیت نہیں۔ کیا بندہ ہر وقت محتاج نہیں۔ کیا بندہ کی محتاجی کسی خاص وقت پر منحصر ہے۔ کیا شعبان اور شوال میں بندہ محتاج نہیں۔ پھر کیا ہفتہ اور جمعہ کے روز بندہ محتاج نہیں۔ پھر کیا جمعہ کی صبح اور عصر تک محتاج نہیں۔ وہ تو اسی طرح محتاج ہے جس طرح ان دنوں میں محتاج ہے۔ پھر کیوں اس نے خاص اوقات میں خاص افضال و انعام کو محدود کر دیا۔ میں نے بتایا ہے کہ یہ بھی بطور رحمت کے ہے اس لیے کہ انسان کو ہوشیار کرے۔ پھر اللہ ان گھڑیوں میں زائد انعام دیتا ہے تا کہ انعام کے خواہاں لوگوں کو انعام کے لینے

---

[1] بخاری کتاب الرقاق باب من احب لقاء اللہ

کے لیے اُکساتے۔ پس جب بندہ گداز ہو جاتا ہے۔ اس کا دن اُس کے لیے قبولیت کی گھڑیوں والی رات ہو جاتا ہے اور پھر اس کی ہر ایک رات لیلۃ القدر ہو جاتی ہے اس کا ہر ایک دن جمعہ کا دن ہوتا ہے اور ساعت خُطبہ کی وہ درمیانی ساعت ہو جاتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ زیادہ دُعائیں قبول کرتا ہے۔

تو یہ جو کچھ کیا گیا ہے۔ یہ انسان کو ہوشیار کرنے کے لیے ہے۔ کیونکہ انسان کا قاعدہ ہے کہ خاص وقت میں فرض کی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے۔ پس دعا کا خاص وقت میں زیادہ قبول کرنا رحم اور شفقت سے کیا گیا ہے۔ ورنہ اس کے رحم کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔ مگر بہت ہوتے ہیں جو اس فضل کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں۔ باقی دنوں میں تو اس لیے فائدہ نہیں اُٹھاتے کہ وہ رمضان نہیں اور رمضان میں اس لیے کہ توفیق نہیں ملتی۔ اسی طرح اور دنوں میں تو اس لیے دُعا نہیں کرتے کہ جمعہ نہیں۔ اور جمعہ کو اس لیے کھو دیتے ہیں کہ ان کو دُعا سے مس نہیں۔ پھر دن کو اس لیے کھوتے ہیں۔ کہ راتیں قبولیت دُعا کے لیے زیادہ موزوں ہیں۔ اور رات سے اس لیے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ کہ نیند کو نہیں چھوڑ سکتے۔ غرض ایک وقت کو دوسرے پر ٹالتے ہیں اور دوسرے میں اس لیے کچھ حاصل نہیں کر سکتے کہ محنت سے جی چُراتے ہیں۔

اس لیے ان پر کوئی وقت دُعا کا نہیں آتا۔ ان کی مثال بعینہٖ اس بچّہ کی سی ہوتی ہے۔ جو ماں باپ سے ناراض ہو کر ایک اندھیرے مکان میں جا کر بیٹھ جائے۔ اور وہاں اس کو کانٹے چبھنے اور بھڑیں کاٹنے لگیں۔ ایسا انسان خدا سے ناراضگی اختیار کرتا ہے اور اس سے بھاگتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے ملک سے نکل جائے، مگر کہاں انسان اس کے ملک سے نکل سکتا ہے جس نے نادانی سے خدا کو چھوڑا اس کے لیے دنیا و آخرت میں کوئی مقام آرام کا نہیں۔ ایسا شخص اپنا آپ قاتل ہے اور اپنے آپ کا خود خون کرتا ہے۔ کیونکہ انسان کے لیے ایک ہی آرام کی جگہ ہے اور وہ خدا کی گود ہے۔ اور یاد رکھو کہ خدا کی گود صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔ صرف موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کے لیے ہی نہیں۔ بلکہ خدا ہر گنہگار کے لیے اپنی گود پھیلائے کھڑا ہے کہ آئے اور اس کی گود میں جگہ پائے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا کو ایک بندہ کے تائب ہونے پر اتنی خوشی ہوتی ہے کہ ایک ماں کو اپنا گم شدہ بچّہ پانے پر بھی اتنی خوشی نہیں ہو سکتی۔

پس اس کی رحمت سے فائدہ اُٹھاؤ۔ جو تمہاری ترقی کے لیے۔ تمہارے فائدہ کے لیے وہ نازل کر رہا ہے۔ اور پھر ان خاص اوقات سے فائدہ اُٹھاؤ۔ جو تمہارے ہی فائدہ کے لیے اُس نے رکھ دیئے ہیں اگر ان اوقات کو بھی سُستی سے ضائع کر دو گے تو نہایت ہی افسوس کی بات ہوگی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں جاگتے تھے۔ اور رشتہ داروں کو بھی جگاتے تھے۔ بھلائی کے کاموں میں اور بھی مستعدی سے کام لیتے تھے۔ اور اپنی کمر کس لیتے تھے[1]۔ گویا کہ وہ پہلے ڈھیلی تھی۔ غور کرو۔ یہ کیا الفاظ ہیں کس نے کمر کس لی؟ اُس نے جس کی تمام راتیں جاگنے اور دن عبادت میں گذرتا تھا۔ اور ہر ایک گھڑی خدا کی یاد میں بسر ہوتی ہوتی تھی۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ جن کے تعلق اور وابستگی کی یہ کیفیت تھی۔ ان کے متعلق عائشہؓ کہتی ہیں کہ رمضان کے آخری عشرہ میں کمر کس لیتے تھے۔ اس بات کو عائشہ صدیقہؓ ہی سمجھ سکتی تھیں۔ اور کسی کے لیے اس کی حقیقت سمجھنا آسان نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ کمر کھولتے ہی نہ تھے۔ اور آپ فرماتے کہ جب میں سوتا ہوں۔ تو درحقیقت اس وقت بھی جاگ ہی رہا ہوتا ہوں چنانچہ فرمایا۔ میری آنکھیں سوتی ہیں۔ مگر دل جاگتا ہے[2]۔ پس جب آپ بستر پر جاتے ہیں اُس وقت بھی آپ کی کمر نہیں کھلتی۔ تو اور کس وقت کھولتے تھے۔ درحقیقت یہ قول ایک بہت بڑے معنی رکھتا ہے۔ جو قیاس میں بھی نہیں آسکتے۔ اور ان کو وہی سمجھ سکتا ہے۔ جس نے آپ کی صحبت اُٹھائی ہو۔ بعد میں آنے والے اس کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں راتوں کو جاگتے اور رشتہ داروں کو جگاتے اور خود کمر کس لیتے تھے۔ یعنی جن کی کمر ہر وقت کسی رہتی تھی وہ بھی کس لیتے تھے۔ اس سے سمجھ لو کہ جن کی کمر ہمیشہ ڈھیلی رہتی ہے۔ ان کے لیے رمضان میں کسقدر توجہ کی ضرورت ہے۔

پس میں اپنے تمام دوستوں کو کہتا ہوں کہ اپنی کمریں کس لیں۔ اور خدا کی طرف جھک جائیں۔ میں نے بتایا ہے کہ خدا دینے کو تیار ہے۔ صرف ہماری غلطیاں ہمیں اس کے فضلوں سے محروم رکھتی ہیں اس کے فضل کے آنے کے لیے کوئی خاص وقت نہیں، اور اس کے فضلوں کی کوئی حدبندی نہیں۔ وہ تو ہر وقت دیتا ہے اور دینے کو تیار ہے۔ یہ جو خاص گھڑیاں اُس نے مقرر فرمائی ہیں۔ یہ اسلئے ہیں کہ سُست سے سُست انسان بھی اس کے فضل سے محروم نہ رہے اور یہ وقت مقرر کر کے اس نے ہم پر احسان کیا ہے۔ پس ان دنوں کو خالی نہ جانے دو۔ وہ فضل حاصل کرو۔ جو تمہاری نسلوں کی نسلوں۔ نسلوں کی نسلوں۔ نسلوں کی نسلوں کے لیے بہتری اور فلاح کا موجب ہو۔ اور وہ وعدے جو مسیح موعودؑ سے کئے گئے ہیں ہم اُنکے جاذب ہوں۔ ہماری کمزوریاں دُور ہوں اور ہمیں خدا تعالیٰ اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ غلطیوں کو معاف کرے اور اپنے فضل کی راہوں پر چلائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اور اپنے رسول کریمؐ کے کلام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی اور مسیح موعودؑ کی اتباع کی توفیق دے عمر کے ہر لحظہ میں ہم آگے ہی آگے قدم بڑھائیں اور ہم پر کوئی وقت غفلت اور سُستی کا نہ آئے۔ آمین یا رب العالمین

(الفضل ۲۸ جون ۱۹۱۹ء)

---

[1] بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ کتاب الصوم فی لیلۃ القدر۔ [2] بخاری کتاب المناقب باب کان النبیؐ تنام عینہ ولا ینام قلبہ